فسخ نکاح سے متعلقہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تجزیاتی مطالعہ

Fasikh Nikkah se mutaliq Islamy Nazariyati Council ki Sifarishat ka Tajziyati Mutalia

Shumaila Mumtaz*
Amjed Hayat**

Abstract
There are different forms of revocation of marriage in Islam that are permitted to avoid the greater evil which may result from their continuance. For the safeguard of their rights, females are granted the right of revocation of marriage in some particular cases like; revocation of marriage on missing husbands, either alive or dead, Revocation of marriage in case of contagious diseases, revocation of marriage in case of conversion, revocation of marriage for non-payment of alimony, etc, The aim of this paper is to describe different forms of revocation of marriage under the constitution of Pakistan and to analyze the recommendations of the council of Islamic ideology related to the annulment of marriage from 1962 to onwards with a thematic sequence. In this way all the amendments in laws suggested by CII regarding dissolution of marriage will be discussed that will give an insight to the readers about the role of CII in analyzing the existing laws in Pakistan, either they are according to the teachings of Islam. Here in this article attempts are also made to bring forward the process of finalizing the recommendation by the CII.

Keywords: Revocation, contagious diseases, alimony, council of Islamic ideology,

اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے جو آئین کی دفعہ 228 کے تحت وجود میں آیا جس کے فرائض منصبی میں ملکی قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنے اور مسلمانان پاکستان کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر دینی رہنمائی دینا شامل ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل نے اب تک کئی ملکی قوانین پر نظرثانی کر کے اپنی سفارشات مرتب کی ہیں۔ کونسل نے فسخ نکاح سے متعلق مختلف مسائل کے حوالے سے رائج الوقت قوانین اور پارلیمان میں زیر بحث قانونی بلوں کو زیر بحث لا کر سفارشات پیش کیں۔ان مسائل میں خاوند کو سزائے قید کی صورت میں تنسیخ نکاح ، متعدی امراض کی صورت میں فسخ نکاح، تبدیلی مذہب کی صورت میں فسخ نکاح، نفقہ کی عدم ادائیگی پر تنسیخ نکاح کا حق، خاوند کی قوت رجولیت سے محرومی کی صورت میں تنسیخ نکاح اور مفقود الخبر سے متعلق سفارشات کے حوالے سے مسائل قابل ذکر ہیں۔کونسل نے مذکورہ مسائل کے حوالے سے مسلم عائلی قوانین 1961ء پر نظر ثانی کرتے ہوئے مختلف ادوار میں سفارشات مرتب کی ہیں۔

زیر نظر تحقیقی مقالہ میں فسخ نکاح سے متعلق مسائل کے حوالے سے 1962ء سے لیکر 2017ء تک کی سفارشات کا موضوعاتی ترتیب کے ساتھ تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے اور یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ فسخ نکاح سے متعلق رائج الوقت قوانین اور زیر بحث قانونی بلوں پر غور کرتے ہوئے کونسل نے کیا ترامیم پیش کیں۔ کن دلائل کو مد نظر رکھا، اختلافی آراء کی صورت میں تطبیق کی کیا صورتیں مد نظر رکھیں۔اور کن فیصلوں کے حوالے سے کونسل نے سابقہ کونسلوں کے فیصلوں سے اتفاق یا اختلاف کیا اور ان کے دلائل کیا تھے۔اور مختلف کونسلوں کی سفارشات میں اختلاف کی صورت میں کن سفارشات کو عصر حاضر کے تناظر میں ترجیح دی۔

* Ph.D Research Scholor, NUML University Islamabad.
** Assistant Professor, NUML University Islamabad.

تنسیخ نکاح

تنسیخ، فسخ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: منسوخ کرنا، تفریق کرنا،

الفسخ: النقض، فسخ الشيء يفسخه فسخا فانفسخ: نقضه فانتقض، والفسخ: التفريق، وقد فسخ الشيء: إذا فرقه. ومن المجاز: انفسخ العزم والبيع والنكاح: انتقض، وقد فسخه: إذا نقضه ـ[1]

اصطلاحی اعتبار سے تنسیخ نکاح سے مراد زوجین کے مابین کچھ وجوہات کی بناء پر نکاح کے معاہدہ کو ختم کرنا ہے۔

ابن السبکیؒ کے مطابق:

الفسخ: حل ارتباط العقد، و فسخ النكاح: زوال رابطة العقد بين الزوجين بحكم القاضى، و يصير كل منهما اجنبيا بالنسبة للآخر-[2]

یعنی فسخ نکاح سے مراد عقد نکاح اور ازدواجی رابطے کو عدالتی کاروائی کے ذریعے ختم کرنا ہے کہ جس کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہوں گے۔

مختصراً تنسیخ نکاح ایک قانونی طریقہ کار ہے جس میں کچھ اسباب ووجوہات کی بناء پر کسی شادی کو ناقابل عمل اور غیر فعال قرار دے دیا جاتا ہے۔ مختلف ممالک کے قوانین میں تنسیخ نکاح کی مختلف وجوہات ہیں۔ جن میں مرد کی سزائے قید، جنسی بیماری، فریقین کی بدکرداری، فریقین میں سے کسی کا معتدی مرض میں مبتلا ہونا، مذہب کی تبدیلی، اور نفقہ کی عدم ادائیگی وغیرہ جیسی وجوہات شامل ہیں جن پر عدالت اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے میاں بیوی کا نکاح ختم کر سکتی ہے۔

ذیل میں اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان کی ان سفارشات کا ایک مختصر جائزہ لیا گیا ہے جو قانون انفساخ ازدواج مسلمانان کی مختلف شقوں میں ترامیم سے متعلق مرتب کی گئیں۔

1۔ مفقود الخبر سے متعلق سفارشات

مفقود الخبر سے مراد وہ شخص ہے جو گم ہو گیا ہو اور تحقیق و تفتیش کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہ چل سکے۔

"فلم يعرف موضع ولا يعلم احى هو ام ميت-"[3]

مفقود الخبر سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل نے مختلف ادوار میں قانون تنسیخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ پر غور وخوض کر کے مختلف سفارشات پیش کیں۔ اس سلسلہ میں پہلا اجلاس ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء کو ڈاکٹر تنزیل الرحمن کی قیادت میں منعقد کیا گیا۔[4] اس اجلاس میں مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ (۱)

"A women married under Muslim law shall be entitled to obtain a decree for the dissolution of her marriage on anyone or more of the following grounds, namely: that the whereabouts of the husband have not be known for a period of four years."

زیر بحث آئی جس کے مطابق شوہر کے چار سال سے مفقود الخبر ہونے پر زوجہ عدالت سے تفریق کا حق لے سکتی ہے۔[5]
ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے مفقود الخبر کی بناپر عورت کا تنسیخ نکاح کے لیے عدالت رجوع کرنے کے بعد ایک سال انتظار کرنے اور نان ونفقہ نہ ہونے کی صورت میں انتظار کی مدت کے دوران عدالت کے ذریعے سرکاری خزانے سے نان ونفقہ جاری کرنے کی سفارش کی۔ انہوں نے رائے پیش کی کہ یہ مسئلہ فقہائے مالکیہ کے ہاں اجتہادی نوعیت کا حامل ہے، مدت انتظار کا تعین زمانہ کے حالات کے تحت کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں رسل ورسائل کے ذرائع اس قدر وسیع اور تیز ہیں جن کا تصور بھی زمانہ قدیم میں محال تھا۔ آج کسی شخص کے مفقود الخبر ہونے کی اطلاع ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے ایک دن میں سارے ملک میں نشر کی جاسکتی ہیں، ٹیلیویژن کے ذریعہ اس کی تصویر بھی شائع کی جاسکتی ہے۔ کتب فقہ میں جہاں مالکیہ کے متعدد اقوال بیان کیے گئے ہیں وہاں ایک قول یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ضرورت شدید کے تحت ایک سال مزید انتظار کے قول پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔[6]

"جب عورت بربنائے مفقود الخبری نکاح کی تنسیخ کا دعویٰ دائر کرے اور عدالت ثبوت حاصل کرنے کے بعد شوہر کے واقعتاً مفقود الخبر ہونے کے نتیجہ پر پہنچے تو عدالت کو چاہیے کہ وہ عورت کو ایک سال انتظار کا حکم دے اور اس مدت میں عدالت مناسب ذرائع اور وسائل استعمال کرکے شوہر کا پتہ چلانے کی کارروائی سرانجام دے گی۔ ایک سال کے اندر اگر اس کا شوہر رابطہ نہ کرے اور نہ ہی اس کا کچھ سراغ ملے تو عدالت ایک سالہ انتظار کی بناء پر اس کے نکاح کو فسخ کردے گی۔ ایک سال کے انتظار پر حکم جاری کرتے وقت یہ معلوم کرے گی کہ اس عورت کے پاس اپنے نان ونفقہ کا مناسب انتظام ہے یا نہیں؟ اگر مناسب انتظام نہ ہوا تو عورت کا نان ونفقہ عدالت خزانہ عامرہ سے دیئے جانے کا حکم دے گی۔"[7]

کونسل کے ۱۳۶ویں اجلاس منعقدہ یکم مئی تا ۲ مئی ۱۹۹۹ء میں قانون ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء پر ڈاکٹر شیر زمان کی صدارت میں دوبارہ شق وار غور وخوض کیا گیا اور دفعہ ۲ (ا) کے حوالے سے کونسل کے سابقہ فیصلہ سے اتفاق کیا گیا کہ لفظ چار سال کو ایک سال سے بدل دیا جائے[8] اپنے فیصلہ میں انہوں نے امام بخاریؒ کو سامنے رکھا کہ امام بخاریؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ مفقود الخبر کی بیوی کو ایک سال تک انتظار کرنا چاہیے۔[9]
ڈاکٹر محمد خالد مسعود کے دور میں کونسل کی لاء کمیٹی نے مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ (ا) پر غور کرتے ہوئے سفارش کی کہ ذرائع ابلاغ کی ترقی اور تمدنی حالات میں تبدیلی کی رعایت سے یہ مدت چار سال کی بجائے دو سال مقرر کردی جائے۔[10]
اس پر کونسل نے لاء کمیٹی کی رائے سے اتفاق کیا اور درج ذیل سفارش پیش کی:

"بغرض طلاق مفقود الخبر خاوند کے لاپتہ رہنے کی مدت دو سال ہے، چنانچہ مفقود الخبر خاوند کی بیوی دو سال کے انتظار کے بعد عدالت سے بغرض طلاق رجوع کرسکتی ہے۔"[11]

تجزیہ

ہماری رائے میں مفقود الخبر خاوند کی بیوی کے حوالے سے ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کے دور کی سفارش سہولت اور آسانی لیے ہوئے ہے۔ان کے فیصلے کی بنیاد فقہ مالکیہ پر ہے کیونکہ فقہاء مالکیہ کے ہاں مفقود الخبر کی بنا پر عورت کے لیے ایک سال تک انتظار کا قول بھی مایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں شریعت کا عورت کو تفریق کا حق دینا دراصل اس کو کسی بھی قسم کے ضرر سے بچانا ہے اور اس کی تائید مولانا اشرف علی تھانویؒ کے قول سے بھی ہو جاتی ہے:

"زوجہ مفقود کے لیے چار سال کے مزید انتظار کا حکم اس صورت میں بالاتفاق ضروری ہے جبکہ زوجہ اتنی مدت تک صبر و تحمل اور عفت کے ساتھ گزار سکے۔ لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یعنی عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی معیاد میں تخفیف کر دی جائے۔ کیونکہ جب عورت کے ابتلاء کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے۔ جہاں قرائن قویہ سے اندیشہ قوی ابتلاء یا خوف بالزنا ہو تو ایک سال کے قول پر بھی حاکم کو تفریق کا حکم دینے کی گنجائش ہے۔"[12]

2۔ تنسیخ نکاح بوجہ نفقہ کی عدم ادائیگی

نکاح کی تنسیخ بوجہ نفقہ کی عدم ادائیگی کے حوالہ سے فقہاء کرام نے دو صورتوں کا ذکر کیا ہے، ایک یہ کہ خاوند اپنی تنگ دستی کی وجہ سے نفقہ فراہم کرنے سے قاصر ہو دوسری صورت یہ کہ قدرت رکھنے کے باوجود نفقہ کی فراہمی سے غفلت برتے یا انکار کرے۔ وہ عرصہ کتنا ہو کہ عورت تفریق کا حق حاصل کر سکے اس سلسلہ میں کونسل نے جو سفارشات پیش کیں، ان کا ایک مختصر جائزہ ملاحظہ کریں:

تنسیخ نکاح بوجہ نفقہ کی عدم ادائیگی کے موضوع پر سفارش اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے ۱۲ار فروری ۱۹۸۳ء کے اجلاس میں مرتب کی۔ یہ اجلاس چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا[13] اجلاس میں قانون کی دفعہ ۲ (۲) کو زیر بحث لایا گیا جس کے تحت عورت کو اس صورت میں تنسیخ نکاح کا حق دیا گیا ہے کہ جب شوہر نے دو سال تک نفقہ دینے سے غفلت برتی ہو۔[14]

"that the husband has neglected or has failed to provide for her maintenance for a period of two years."

ملکی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں نفقہ کے ضمن میں عورت مرد کی محتاج ہے ڈاکٹر تنزیل الرحمن کا کہنا تھا کہ دو سال کے عرصہ میں ترمیم کی جانی چاہیے۔ان کے نزدیک اگر شوہر چھ ماہ تک نفقہ دینے سے غفلت برتے یا بلاوجہ انکار کرے تو زوجہ کو عائلی عدالت میں طلب تفریق کی درخواست دینے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ اگر شوہر تنگ دستی کے سبب نفقہ دینے سے معذور ہو نیز یہ باور کرنے کی وجوہ موجود ہوں کہ مستقبل قریب میں حصول معاش کا کوئی امکان نہیں تو عدالت کو بلا کسی مہلت کے تفریق کا حکم دینا چاہیے، البتہ اگر معاش کا امکان نظر آئے تو خاوند کو زیادہ سے زیادہ تین ماہ کا وقت دیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ تین ماہ کے اختتام پر بھی نفقہ دینے کی استطاعت ثابت نہ کر سکے تو عدالت کو تنسیخ کا حکم جاری کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں موجودہ قانون میں فراہمی نفقہ سے انکار یا غفلت کے ساتھ "بلا عذر شرعی" کے الفاظ کا اضافہ بھی ضروری ہے۔[15]

مندرجہ بالا تجویز پر کونسل نے درج ذیل سفارش مرتب کی:

"اگر شوہر چھ ماہ تک نفقہ دینے سے غفلت برتے یا بلا وجہ جائز انکار کرے تو عورت کو عائلی عدالت میں تنسیخ کی درخواست دائر کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ اگر عدالت شوہر کے نفقہ نہ دینے کی وجوہات اور حالات کا جائزہ لے کر نفقہ نہ دینے کی خاص وجہ تلاش نہ کر پائے تو عدالت پہلے مرحلہ پر اس کو نفقہ ادا کرنے کا حکم دے گی بصورت انکار یا عدم تعمیل عدالت تنسیخ نکاح کی ڈگری دے سکے گی۔"[16]

ڈاکٹر شیر محمد زمان کے دور میں کونسل کے ۱۳۶ویں اجلاس، یکم تا ۲، مئی ۱۹۹۹ء میں قانون ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲ (۲) کے حوالے سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ "نان ونفقہ کا مسئلہ براہ راست بقائے زیست سے متعلق ہے اس لیے ۱۹۳۹ء کے قانون کی نسبت کونسل کی مندرجہ بالا تجویز زیادہ معقول اور حقیقت پسندانہ ہے، اس لیے اس ذیلی شق میں بھی کونسل کی تجویز کے مطابق ترمیم ضروری ہے۔"[17]

تجزیہ

نفقہ کی عدم فراہمی کے سلسلہ میں فقہاء کے ہاں دو آراء ملتی ہیں: حنفیہ کی رائے میں نفقہ کے فراہم نہ کرنے سے تفریق کا حق حاصل نہیں ہو سکتا جبکہ آئمہ جمہور کے نزدیک نفقہ نہ دینے سے عورت کو تفریق کا حاصل ہے۔ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں کہ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ اگر شوہر بالغ ہو اور بیوی نافرمان نہ ہو تو اس کا نفقہ شوہر کی ذمے ہے:

"وأما الإجماع فاتفق أهل العلم على وجوب نفقات الزوجات على أزواجهن إذا كانوا بالغين إلا الناشز منهن-"[18]

حافظ ابن قیم کے مطابق اگر خاوند نفقہ دینے کی استطاعت رکھنے کے باوجود نفقہ نہ دے تو بیوی کو تفریق کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔[19]

مندرجہ بالا آراء کے تحت کونسل کی سفارش معقول اور حقیقت پر مبنی ہے جس میں شوہر کو استطاعت نہ ہونے کی صورت میں مہلت دی گئی ہے اور اس طرح اس کے حق کے تحفظ کا سوچا گیا اور شوہر کے نفقہ کی عدم فراہمی کے سلسلہ میں بیوی کو تفریق کا حق دے کر اس کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔

3۔ خاوند کی سزائے قید کی صورت میں تنسیخ نکاح

اسلامی نظریاتی کونسل نے قانون تنسیخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کے تحت خاوند کی سزائے قید کی صورت میں تنسیخ نکاح کی سفارش پر شق وار جائزہ لینے کے لیے ۱۲، فروری ۱۹۸۳ء کو اپنا اجلاس منعقد کیا جس کی صدارت چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے کی۔ اجلاس میں مذکورہ قانون کی درج ذیل دفعہ ۲ (۳)

"That the husband has been sentenced to imprisonment for a period of seven years or upwards."

"بیوی اس صورت میں نکاح کی تنسیخ کا حق رکھتی ہے جبکہ اس کے خاوند کو 7 سال یا اس سے زیادہ عرصہ کے لیے قید کی سزا ہوئی ہو۔"[20] کو زیر غور لایا گیا۔

چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے یہ رائے دی کہ اگر سات سال کا دورانیہ کم کر کے تین سال کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے، بشرطیکہ سزا کا موقوف ہونا اور دیگر قانونی مراحل طے ہو چکے ہوں۔ اسی اصول کے تحت مرد کا مفقود ہو جانا یا کسی شرعی عذر کے حقوق

زوجیت ادا نہ کرنا مثلاً مباشرت سے انکار یا گریز کرنا بھی داخل ہے۔ جیسا کہ دفعہ ۲ کی ذیلی دفعہ (۳) کی ضمنی دفعہ (الف) قانون انفساخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کے تحت مذکور ہے اور ایسی صورتوں میں تین سال کی مدت کا تعین کیا گیا ہے۔ اراکین کونسل نے چیئرمین کونسل کی تجویز سے اتفاق کیا اور ذیلی دفعہ (۳) سے متعلق سفارش پیش کی۔

"سینٹ میں پیش کردہ ترمیمی بل میں سات سال کے الفاظ کو تین سال کے الفاظ سے بدل دیا گیا۔"[21]

تجزیہ

خاوند کو سزائے قید کی وجہ سے بیوی کو تنسیخ نکاح کا حق ہے یا نہیں، اس ضمن میں فقہائے کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء شوہر کو قید ہونے کی صورت میں تنسیخ نکاح کے قائل نہیں۔ حنابلہ قید میں موجود شوہر کی عدم موجودگی کو عذر نہیں سمجھتے۔ البتہ مالکیہ کے ہاں شوہر کے ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ قید کی صورت میں عورت کو تفریق کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ قاضی دونوں میں تفریق کرادے گا۔[22] جبکہ امام نخعیؒ، امام زہریؒ، امام یحییٰؒ، امام مکحولؒ، امام شافعیؒ، امام ابو عبیدؒ، امام ابو ثورؒ امام اسحاقؒ اور اصحابِ رائے کے نزدیک قیدی کی بیوی اس وقت تک نکاح ثانی نہیں کر سکتی جب تک قیدی کی وفات نہ ہو جائے۔[23]

علامہ ابن تیمیہؒ قیدی کی بیوی کو مفقود الخبر کی بیوی پر قیاس کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ خاوند قید ہو جائے اور بیوی کا اس سے رابطہ نہ رہے تو یہ بھی ضرر ہے لہٰذا جس طرح مفقود الخبر کی بیوی کو تفریق کا حق حاصل ہے اسی طرح قیدی کی بیوی بھی تفریق کا حق رکھتی ہے۔

''وحصول الضرر للزوجة بترك الوطء مقتض للفسخ بكل حال سواء كان بقصد من الزوج أو بغير قصد ولو مع قدرته وعجزه عن النفقة وأولى للفسخ بتعذره في الإيلاء إجماعًا وعلى هذا فالقول في امرأة الأسير والمحبوس ونحوهما ممن تعذر انتفاع امرأته به إذا طلبت فرقته كالقول في امرأة المفقود بالإجماع۔''[24]

4۔ تنسیخ نکاح بوجہ نامردی شوہر

تنسیخ نکاح بوجہ نامردی شوہر کے موضوع پر سفارش کونسل نے ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء کے اجلاس میں قانون ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲ (۵) "خاوند نکاح کے وقت نامرد ہو اور اس کے بعد بھی بدستور نامرد رہے تو بیوی کو تفریق کا حق ہے اور شوہر کی درخواست پر عدالت اس کو ایک سال کی مہلت دینے کی پابند ہے۔"[25] پر غور و فکر کے بعد مرتب کی۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کی رائے کے مطابق قانون کی دفعہ کا یہ حصہ کہ عدالت شوہر کو ایک سال کی مہلت دینے کی پابند ہے مبہم ہے۔ نامرد ہونے کی صورت میں ایک سال کی مہلت اس غرض سے رکھی گئی ہے کہ شاید علاج وغیرہ سے ٹھیک ہو جائے لیکن جس شخص کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو یا اس قدر چھوٹا ہو کہ نہ ہونے کے برابر ہو تو اس کو سال بھر کی مہلت دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی تحقیق کے بعد عدالت تفریق کا حکم دے سکتی ہے۔[26]

چنانچہ اراکین کونسل کی متفقہ رائے سے درج ذیل سفارش واضح انداز میں مرتب کی گئی:

"نامرد ہونے کی صورت میں ایک سال کی مہلت اس غرض سے رکھی گئی ہے کہ شاید علاج وغیرہ سے ٹھیک ہو جائے لیکن جس شخص کا عضو تناسل کٹا ہو یا اتنا چھوٹا ہو کہ نہ ہونے کے برابر ہو تو اس کو سال بھر کی مہلت دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی تحقیق کے بعد بلا انتظار عدالت تفریق کا حکم دے سکتی ہے۔"[27]

تجزیہ

نامردی اور مقطوع الذکر ہونے کی صورت میں اہل ظواہر کے علاوہ تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ عورت تفریق طلب کرے تو اس کا نکاح فسخ کر دیا جائے۔امام زیلعیؒ مرد کے مقطع الذکر ہونے اور نامرد ہونے کے ضمن میں عورت کو تفریق کا حق حاصل ہونے کے ضمن میں صحابہ کرام کا اجماع بیان کیا ہے کیونکہ یہ دونوں نکاح کے مقاصد کو حاصل کرنے میں رکاوٹ ہیں۔[28] لہذا کونسل کی یہ رائے کہ نامرد ہونے کی صورت میں ایک سال کی مہلت علاج کی غرض سے ہے اور جس شخص کا ذکر کٹا ہوا ہو یا ناقابل علاج ہو تو پھر ایک سال کی مہلت کی ضرورت نہیں اور تحقیق کے بعد عدالت بلا انتظار تفریق کا حکم دے سکتی ہے،اس کی تصحیح فتاوی ہندیہ کی عبارت سے بھی ہو جاتی ہے:

" لوجدت المراة زوجها مجبوبا خيرها القاضى للحال ولا يؤجل كذافى فتاوى قاضى خان- و يلحق بالمجبوب من كان ذكره صغيره جدا كالزر لامن كانت الته قصيره لايمكن ادخا لها داخل الفرج كذافى البحراالرائق-"[29]

کونسل کی یہ رائے نہایت مناسب ہے کہ اس میں شوہر کو علاج کو وقت دیا گیا ہے کہ شوہر کے مرض کے قابل علاج ہونے کی صورت میں وہ اپنے رشتے کو برقرار رکھ سکتے ہیں اور دوسری طرف مرض کے رفع نہ ہونے کی صورت میں عورت تفریق حاصل کر کے نکاح ثانی کے ذریعے "تناكحوا و تناسلوا" کے حقوق حاصل کر سکتی ہے۔

5۔ تنسیخ نکاح بوجہ جنون، جزام اور متعدی امراض

درج بالا موضوع سے متعلق سفارش قانون تنسیخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲ (٦) "اگر خاوند دو سال کے عرصہ سے جنون یا جزام کا مریض ہے یا کسی متعدی مرض میں مبتلا ہے تو بیوی کو طلب تفریق کا حق حاصل ہے۔"[30] پر غور و فکر کے نتیجہ میں کونسل کے ۱۲؍فروری ۱۹۸۳ء کے اجلاس میں مرتب کی گئی:

چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کے مطابق مذکورہ دفعہ کے تحت بیوی اس وقت تفریق طلب کر سکتی ہے جب کہ شوہر کو جنون کے مرض میں دو سال گزر چکے ہوں اور اس دفعہ کے تحت شوہر کو علاج کے لیے مہلت دیئے جانے کا کوئی ذکر نہیں۔فقہاء کرام کی آراء سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنون غیر مطبق کی صورت میں شوہر کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج دی جاسکتی ہے ۔مناسب ہو گا کہ رائج الوقت قانون میں جنون کی مدت دو سال کے بجائے ایک سال کر دی جائے اور ایک سال کی مدت بغرض علاج مہلت کے لیے دے دی جائے۔اس ضمن میں کونسل کے رکن جناب مولانا محمد ابراہیم قادری نے فتاوی ہندیہ کی درج ذیل عبارت حوالہ کے طور پر پیش کی:

"قال محمد رحمه الله تعالىٰ ان كان الجنون حادثا يؤجله سنه كالعنة ثم يخير المراة بعد الحول اذا لم يبرا و ان كان مطبقا فهو

کالجب" [31]

ترجمہ: امام محمدؒ کہتے ہیں اگر جنون حادث ہے (وقفے وقفے سے ہوتا ہے) تو مرد کو عنین (نامرد) کی طرح بغرض علاج ایک سال کا وقت دیا جائے گا اور پھر ایک سال بعد اگر مرد ٹھیک نہ ہوا تو عورت کو فسخ کا حق دیا جائے گا۔اور اگر جنون مطبق ہوا تو وہ مقطوع الذکر کی مانند ہے۔"

اراکین کونسل نے چیئرمین کونسل کی تجویز سے اتفاق کیا اور درج ذیل سفارش مرتب کی گئی:

"مناسب ہوگا کہ دفعہ ۲ شق (۶) میں جنون کی مدت دو سال کے بجائے ایک سال کر دی جائے اور ایک سال کی مدت بغرض علاج مہلت کے لیے قرار دی جائے۔"[32]

تجزیہ

مقالہ نگاران کی رائے میں کونسل کی رائے درست ہے کیونکہ اس سفارش میں جنون مطبق و غیر مطبق کا خیال کرتے ہوئے دونوں میاں بیوی کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔

جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

"قال محمد رحمه الله تعالیٰ ان كان الجنون حادثا يؤجله سنه كالعنة ثم يخير المراة بعد الحول اذا لم يبرا و ان كان مطبقا فهو كالجب" [33]

تاہم کونسل نے سفارش میں فسخ نکاح کے حوالے سے صرف جنون کے حوالے سے رائے دی اور جزام اور متعدی امراض کا سفارش میں ذکر نہیں کیا اس حوالے سے کونسل کی سفارش تمام عیوب و امراض کا احاطہ نہیں کرتی۔

6۔خیار بلوغ سے متعلقہ سفارشات

خیار بلوغ سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل نے مختلف ادوار میں تنسیخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کے تحت مختلف سفارشات مرتب کیں۔ کونسل کے ۱۲،۱۲ فروری ۱۹۸۳ء کے اجلاس میں مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ (۷) "کسی لڑکی کی شادی باپ یا کسی دیگر سرپرست نے لڑکی کے سولہ سال کی عمر کا ہونے سے پہلے کر دی ہو اور اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے وہ شادی کو نامنظور کر دے لیکن شرط یہ ہے کہ ازدوجی تعلق کی تکمیل نہ ہو چکی ہو۔"[34] پر بحث کرتے ہوئے یہ رائے پیش کی گئی کہ مذکورہ قانون کی دفعہ میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ اگر نکاح کا علم ۱۸ سال کی عمر کا ہونے کے بعد ہو تو کیا صورت ہوگی؟ لہٰذا مذکورہ دفعہ میں مناسب ترمیم کے ذریعے نکاح کے علم کی صراحت ضروری ہے۔کونسل نے غور و خوض کے بعد زیر بحث شق میں حسب ذیل ترمیم متفقہ طور پر منظور کی:

"دفعہ ۲ (۷) میں اس طرح ترمیم کی جائے کہ اس کی شادی اس کے باپ یا کسی دیگر قانونی سرپرست نے اس کے بالغ ہونے سے پہلے کر دی ہو، جس کو وہ بلوغت یا نکاح کا علم ہونے کے بعد خیار بلوغ کے حق کے تحت رد کر دے۔"[35]

اس پر کونسل کے شعبہ ریسرچ نے مختصر تبصرہ پیش کیا۔شعبہ ریسرچ کے مطابق دفعہ ۲ (۷) میں چار باتیں اہم ہیں:

1) لڑکی کو مکمل خیار بلوغ دیناخواہ اس کا نکاح باپ نے کیا ہو، دادا نے یا پھر کسی اور سرپرست نے

2) بلوغ کے لیے سولہ سال کی عمر طے کرنا

3) خیار بلوغ کے لیے دو سال کا دورانیہ

4) ازدواجی تعلق قائم ہونے کی صورت میں خیار بلوغ کے حق سے محرومی

جبکہ کونسل کی سفارش میں دو نکات محل نظر ہیں

1) لڑکی کو مکمل خیار بلوغ دیناچاہے نکاح باپ نے کرایا ہو، دادا نے یا کسی اور سرپرست نے

2) ازدواجی تعلق قائم ہونے کی صورت میں خیار بلوغ کے حق سے محرومی

شعبہ ریسرچ کی طرف سے مندرجہ بالا نکات پر مزید غور و فکر کرنے کا کہا گیا۔[36]

بعد ازاں کونسل کے ۱۹۵ویں اجلاس میں کونسل کے شعبہ ریسرچ نے خیار بلوغ سے متعلق ایک تفصیلی نوٹ پیش کیا گیا جس کے تحت تمام اراکین کونسل کے اتفاق سے درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

"شرعانابالغ کے نکاح میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن بلوغت سے قبل رخصتی مفاصد سے خالی نہیں ہوتی۔اس لیے قبل از بلوغ رخصتی پر پابندی عائد کی جائے اور پابندی پر عمل نہ کرنے پر سزا دی جائے۔"[37]

باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیاء کی طرف سے کیے گئے بچپن کے نکاح کی صورت میں بچی اور بچے دونوں کو مطلقاً خیار بلوغ حاصل ہو گا البتہ باپ/دادا کی طرف سے کیے گئے نکاح کی صورت میں خیار بلوغ اس وقت حاصل ہو گا جب ان کی طرف سے سوءِ اختیار/مفسدہ کا ارتکاب کیا گیا ہو۔ فی زمانہ سوءاختیار اور مفسدہ کی بعض صورتیں حسب ذیل ہیں:

1) سوارہ/ ونی/ سنگ چٹی (تنازعات میں جرمانے کے طور پر بچی کا نکاح کرنا)

2) خرید و فروخت

3) دیگر مالی مفادات کے لیے

4) لڑکا اعلانیہ مختلف برائیوں میں مبتلا ہو مثلاً: شراب، منشیات اور ان جیسی دیگر برائیاں

سوءاختیار/ مفسدہ کی، اس طرح کی تمام صورتوں میں اولیاء اور باپ دادا کی طرف سے نکاح کرانا ایک ناجائز عمل ہو گا جس کو ختم کرایا جاسکتا ہے۔[38]

خیار بلوغ کے سلسلہ میں کونسل کے اراکین میں سے مفتی محمد ابراہیم قادری، مولانا فضل علی حقانی، مولانا ڈاکٹر محمد ادریس سومرو نے خیار بلوغ سے متعلق مسائل پر تحقیقی آراء پیش کیں (جن کی تفصیل رپورٹ 14- 2013 صفحات 498 تا 513 پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔ مولانا شیرانی کی دور کونسل نے خیار بلوغ کے حوالے سے فقہ حنفی اور جمہور فقہا کے دلائل کو مدِ نظر رکھا۔ فقہ حنفی کی رو سے والد/دادا کے

کیے ہوئے نکاح میں اولاد کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہے۔ جیسا کہ ہدایۃ میں ہے:

"فان زوجهما الاب او الجد يعنى الصغير والصغيرة فلا خيار لهما بعد بلوغهما-" [39]

ترجمہ: اگر باپ نے یا دادا نے ان دونوں بچہ اور بچی کا نکاح کر دیا تو ان دونوں کو خیار نہیں ہو گا۔

فقہاء نے اس کی وجہ ان رشتوں میں بچوں کے لیے شفقت کا جذبہ بیان کی ہے۔ اگر باپ/دادا نے سوء اختیار سے کام لیا ہو اور اولاد کی مصلحت کو نظر انداز کیا ہو تو ایسی صورت میں خیار بلوغ ہو گا۔ جیسا کہ ردالمختار میں بیان کیا گیا ہے:

"لم يعرف منهما السوء الاختيار مجانة و فسقا (و ان عرف لا) يصح النكاح اتفاقا-"[40]

ترجمہ: اُن دونوں باپ دادا کا سوءِ اختیار غفلت، طمع اور فسق کی صورت میں
معروف نہ ہوا گر سوءِ اختیار معروف ہو تو بالاتفاق نکاح صحیح نہیں ہو گا۔

فقہاء کا ایک گروہ مطلقاً خیار بلوغ کا قائل ہے۔ قاضی شریحؒ اور امام طاؤوسؒ کے مطابق باپ اور دادا کی تزویج کی صورت میں بچوں کو مطلقا خیار بلوغ حاصل ہو گا، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:

"عن ابن طاؤوس عن ابيه قال الصغيرتين قال هما بالخيار اذا شبا"[41]

ترجمہ: امام طاؤوس کہتے ہیں کہ نابالغ بچہ/بچی کی صورت میں ان دونوں کو خیار ہو گا جب وہ جوان ہوں گے۔

قاضی شریح کے مطابق:

"اذا زوج الرجل ابنه او ابنته فالخيار لهما اذا شبا"[42]

ترجمہ: قاضی شریح کہتے ہیں کہ جب آدمی اپنے بیٹے/بیٹی کا نکاح کر دے تو ان دونوں کو جوان ہونے کے بعد خیار ہو گا۔

امام نووی مطلقا خیار بلوغ کے حوالے سے فقہاء عراق کا موقف نقل کرتے ہیں:

"وقال اهل العراق لها الخيار اذا بلغت "[43]

ترجمہ: اہل عراق کے مطابق لڑکی کو بالغ ہونے پر خیار کا حق ہو گا۔

مطلقا خیار بلوغ کی سفارشات مناسب ہیں کیونکہ لڑکے، لڑکی کو یہ اختیار شریعت سے حاصل ہے تاہم کونسل کوں کو قبل از بلوغ نکاح کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور پابندی کی سفارش پیش کرنی چاہیے تاکہ موجودہ زمانے میں اس کے مفاسد سے بچا جاسکے۔ اس موقف کی تائید میں ابن شبرمہؒ کی روایت پیش کی جاسکتی ہے:

"و روى بشر بن الوليد عن ابى يوسف عن ابن شبرمه عن تزويج الاباء على لصغار لايجوز-"[44]

7۔ تبدیلی مذہب کی صورت میں فسخ نکاح

تبدیلی مذہب کی صورت میں تنسیخ نکاح کے موضوع پر بحث اسلامی نظریاتی کونسل کے ۱۲، فروری ۱۹۸۳ء کے اجلاس میں ہوئی جس میں قانون تنسیخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۴ کو زیر غور لایا گیا:

"کسی شادی شدہ عورت کا اسلام کو ترک کر دینا یا اسلام کے سوا کوئی دوسرا عقیدہ اختیار کرنا بجائے خود اس کے ازدواج کو فسخ کرنے کا باعث نہیں ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ مذکورہ عورت ایسے ترک اور تبدیلی مذہب کے بعد دفعہ ۲ میں مذکورہ وجوہات میں سے کسی کی بناء پر اپنی شادی کی تنسیخ کے لیے ڈگری حاصل کرنے کی حقدار ہوگی۔ مزید یہ کی اس دفعہ کی قانونی گنجائش کا اطلاق کسی ایسی عورت پر نہیں ہوگا جس کو کسی دوسرے مذہب سے اسلام میں لایا گیا ہو لیکن وہ اپنے پہلے مذہب کو دوبارہ قبول کرلے۔"[45]

چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کے مطابق قانون تنسیخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء سے قبل زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے کے سبب نکاح فسخ ہو جاتا تھا لیکن اس قانون کے نفاذ کے بعد سے زوجہ کے ارتداد سے نکاح فسخ نہیں ہوتا، چنانچہ قانون مذکور کی دفعہ ۴ کے تحت کسی کتابیہ شادی شدہ عورت کے ترک اسلام یا اپنے سابق مذہب کو اختیار کر لینے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا البتہ قانون مذکور دفعہ ۲ کے تحت ارتداد یا تبدیلی مذہب کے تحت وہ عورت تفریق کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن جہاں تک مرد کے مرتد ہو جانے سے نکاح کے فسخ ہو جانے کا تعلق ہے وہ بالاتفاق فسخ ہو جائے گا اور عدت گزرنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ دفعہ مذکور کے احکام ایسے شادی شدہ عورتوں سے بھی متعلق نہیں ہیں جو کسی غیر کتابی مذہب کی پیروکار تھیں اور بعدازاں مسلمان ہو گئیں اور بعد میں اسی سابقہ مذہب کی طرف لوٹ گئیں۔ چنانچہ ایسی صورت میں نکاح فسخ ہو جائے گا۔[46]

کونسل کی سابقہ سفارشات

قبل ازیں کونسل نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل سفارشیں پیش کیں:

کونسل کی پہلی سابقہ سفارش

"اسلام قبول کرنے کے بعد جو عورت بھی ترک اسلام کی مرتکب ہو خواہ وہ سابقہ مذہب اختیار کرے یا دیگر کوئی مذہب اختیار کرے وہ اسلام کی رو سے مرتد قرار پاتی ہے، یہ جو اصل قانون میں لکھا گیا ہے کہ عورت کا ارتداد نکاح کو فسخ کرانے کا سبب نہیں بن سکتا اس لیے مذکورہ استثناء درست نہیں ہے لہٰذا فقرہ استثنائیہ کو حذف کیا جائے۔"[47]

کونسل کی دوسری سابقہ سفارش

یکم مئی تا ۲، مئی ۱۹۹۹ء کو ڈاکٹر شیر محمد زمان کی صدارت میں کونسل کے دوروزہ ۱۳۶ ویں اجلاس میں قانون تنسیخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء پر دوبارہ غور وخوض کیا گیا اور دفعہ ۴ سے متعلق کونسل کی پہلی سابقہ سفارش سے اختلاف کرتے ہوئے درج ذیل رائے دی گئی:

"اس دفعہ کا پہلا حصہ باقی رہنے دیا جائے، جس میں لکھا ہے کہ ارتداد سے نکاح از خود فسخ نہیں ہوتا۔ یہ شق اسلامی احکام کے خلاف نہیں۔[48] فقہاء کرام میں سے مشائخ بلخ و سمرقند اور بعض مشائخ بخارا، اسماعیل زاہد، ابو النصر دبوسی اور ابو القاسم صفار کا فتویٰ ہے کہ عورت کے مرتد

ہونے کی صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوتا بلکہ یہ عورت سابق شوہر کے نکاح میں رہتی ہے۔ فتح القدیر، قاضی خان، در مختار، شامی، قنیہ اور شرح فقہ اکبر میں اس کی تفصیل موجود ہے۔"[49]

مذکورہ اجلاس میں اس شق کے دوسرے فقرہ استثنائیہ کے حذف کرنے سے متعلق بھی سفارش کی گئی اس بناء پر کہ اس قانون کا تعلق صرف مسلمان خواتین کے نکاح کے فسخ سے ہے اور اس دوسرے فقرہ استثنائیہ میں یہ صورت سرے سے موجود ہی نہیں۔"[50]

تجزیہ:

جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شوہر کے مرتد ہونے کی صورت میں اس کی بیوی کا اس سے نکاح فی الفور فسخ ہو جائے گا لیکن عورت کے ارتداد سے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ فقہاء بخارا کا نقطۂ نظریہ ہے کہ وہ عورت اسلام چھوڑ کر کوئی بھی مذہب اختیار کرے تو اس کو قید میں رکھا جائے تا آنکہ وہ مذہب اسلام کی طرف لوٹ آئے اور پھر اس کا اس کے سابقہ شوہر سے نکاح کیا جائے گا۔ بلخ و سمرقند کے فقہاء کے مطابق، کسی عورت کے اسلام چھوڑ کر کسی کتابی مذہب اختیار کرنے پر اس کا نکاح ساقط نہ ہوگا۔[51] یہ رائے اس لحاظ سے مناسب ہے کہ جو نکاح ہے وہ ارتداد کی صورت میں از خود ساقط نہیں ہوگا اور اس ضمن میں کونسل نے اپنے ۱۳۶ ویں اجلاس میں جو سفارش پیش کی وہ بہت مناسب ہے کہ مذکورہ دفعہ میں سے فقرہ استثنائیہ کو ختم کیا جائے کیونکہ قانون صرف مسلمان خواتین کے تنسیخ نکاح سے متعلق ہے۔

نتائج و خلاصہ بحث

1. طلاق صرف خاوند کے الفاظ اور اس کے اختیار و رضا سے ہوتی ہے، لیکن فسخ نکاح خاوند کے الفاظ کے بغیر بھی ہو جاتا ہے، اور اس میں خاوند کی رضا اور اختیار کی شرط نہیں۔
2. فسخ نکاح کے لیے سبب کا ہونا ضروری ہے جو فسخ کو واجب یا مباح کرے۔
3. شوہر کو تین سال قید کی سزا ہونے کی صورت میں بیوی کو تفریق کا حق حاصل ہے۔
4. قانون انفساخ نکاح مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲ (۱) کے مطابق کاوند کی چار سال مفقود الخبر ہونے کی صورت میں بیوی کو تفریق کا حق حاصل ہوگا۔ کونسل نے ذرائع ابلاغ کی ترقی اور تمدنی حالات میں تبدیلی کی رعایت سے یہ مدت چار سال سے کم کر کے دو سال مقرر کرنے کی سفارش کی۔
5. نفقہ کی عدم ادائیگی پر تنسیخ نکاح کے حق کے حوالے سے قانون انفساخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ (۲) ۲ کے تحت دو سال تک نفقہ سے انکار اور عدم فراہمی پر عورت کو نکاح کی تنسیخ کا حق دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں کونسل نے فقہ مالکی کی دلیل کو مد نظر رکھتے ہوئے عورت کو چھ ماہ تک نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرنے کی سفارش کی۔
6. خاوند قوت رجولیت سے محروم ہو تو بیوی تفریق طلب کر سکتی ہے اور شوہر کو ایک سال کی مہلت کی درخواست کا حق حاصل ہے۔ کونسل کے مطابق یہ مہلت علاج کے لیے ہو۔

7. قانون تنسیخ ازدواج کی دفعہ (٦) ٢ کے تحت خاوند کے دو سال سے زائد جنون، جزام یا متعدی مرض میں ہونے کی صورت میں بیوی کو طلب تفریق کا حق ہے۔ کونسل نے اس پر غور کیا کہ اس دفعہ میں شوہر کو مہلت دینے اور جنون مطبق و غیر مطبق کے حکم نہ لگانے کا ذکر ہے۔ لہٰذا کونسل نے جنون کی مدت دو سال کے بجائے ایک سال اور ایک سال بغرض علاج مہلت دینے کی سفارش کی۔

8. کونسل کی سفارش کے تحت یہ قرار پایا کہ باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیاء کی طرف سے کیے گئے بلوغت سے قبل کے نکاح میں بچوں کو مطلقاً خیار بلوغ حاصل ہو گا البتہ باپ/ دادا کی طرف سے کیے گئے نکاح کی صورت میں خیار بلوغ اس وقت حاصل ہو گا جب ان کی طرف سے سوء اختیار/مفسدہ کا ارتکاب کیا گیا ہو۔

9. ارتداد سے نکاح از خود فسخ نہیں ہو گا البتہ اس سفارش میں یہ تصریح ہونی چاہیے کہ مرتد ہو کر شادی شدہ عورت اہل کتاب مذہب اختیار کرتی ہے تو اس کا نکاح فسخ نہیں ہو گا کیونکہ جو عورت مرتد ہو کر غیر اہل کتاب مذہب اختیار کر لے تو از روئے شریعت اس سے نکاح کا جواز باقی نہیں رہتا۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. سالانہ رپورٹ 1998-1999ء، سن اشاعت جون 2000ء
3. سالانہ رپورٹ 2007-2008ء، سن اشاعت اگست 2008ء
4. سالانہ رپورٹ 2008-2009ء، سن اشاعت اکتوبر 2009ء
5. سالانہ رپورٹ 2013-2014ء، سن اشاعت 2015ء
6. مسلم عائلی قوانین، سن اشاعت اپریل دسویں رپورٹ 1983ء
7. مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء، نظر ثانی و سفارشات، سن اشاعت 2009ء
8. ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد خواستی، المصنف فی الاحادیث والاثار، مکتبۃ الرشد، ریاض، 1409ھ
9. ابن تیمیہ، الاختیارات الفقہیہ، مجمع الفکر الاسلامی، جدہ، 2015ء
10. ابن عابدین، محمد امین بن عمر الدمشقی (م 1252ھ) رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان
11. ابن قدامہ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، 1388ھ
12. ابن قیم الجوزیۃ، شمس الدین، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مکتبۃ المنار الاسلامیۃ، الکویت، 1415ھ
13. البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ (الصحیح البخاری)، دار السلام للنشر و التوزیع، ریاض، 2000ء
14. الزحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، بیروت، 2001ء
15. السیوطی، جلال الدین، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2008ء
16. الطحاوی، ابو جعفر احمد، مختصر اختلاف العلماء، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، 1995ء

17. المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، داراحیاء التراث العربی، بیروت،
18. النووی، ابوزکریا محی الدین یحیٰی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1332ھ
19. تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 2014ء
20. تھانوی، مولانا اشرف علی، الحیلۃ الناجزۃ، کتب خانہ امدادیہ دیوبند، انڈیا، 1997ء
21. زبیدی، محمد بن محمد بن عبدالرزاق، تاج العروس شرح القاموس، طبعہ الکویت، 2008ء
22. زیلعی، امام، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، مطبعہ الامیریہ، قاہرہ، 1358ھ
23. نظام الدین، فتاوی الھندیۃ، دارالفکر، بیروت، 1310ھ

حوالہ جات

1. زبیدی، محمد بن محمد بن عبدالرزاق، تاج العروس شرح القاموس، طبعہ الکویت، 2008ء، 273/2،
2. السیوطی، جلال الدین، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2008ء، 287/1
3. المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر، بدایۃ المبتدی مع الھدایہ، المکتبہ الاسلامیۃ، بیروت، 1999ء، 180/2
4. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:42
5. ایضاً:42
6. تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 2014ء، 700/2
7. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:43
8. سالانہ رپورٹ 99-1998ء، ص:55
9. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب حکم المفقود فی اھلہ ومالہ، للنشر والتوزیع، ریاض، 2000ء، رقم الحدیث:5292
10. سالانہ رپورٹ 09-2008، ص:17
11. ایضا:167
12. تھانوی، مولانا اشرف علی، الحیلۃ الناجزۃ، کتب خانہ امدادیہ دیوبند، انڈیا، 1997ء، ص:110
13. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:12
14. مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء، نظر ثانی وسفارشات، ص:19
15. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:44
16. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:44
17. سالانہ رپورٹ 99-1998ء، ص:56
18. ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبہ القاہرہ، 1388ھ، 230/9
19. ابن قیم الجوزیۃ، شمس الدین، زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، مکتبہ المینار الاسلامیہ، کویت، 1415ھ، 465/5
20. دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین ص:45

21. سالانہ رپورٹ 99-1998ء، ص:57
22. الذحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، بیروت، 2001، 506/9
23. المغنی، 130/9
24. ابن تیمیہ، الاختیارات الفقہیہ، مجمع الفکر الاسلامی، جدہ، 2015ء، 566/1
25. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:45
26. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:46
27. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:46
28. زیلعی، امام، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبعہ الامیریہ، قاہرہ، 1358ھ، 25/3
29. نظام الدین، فتاوی الھندیۃ، دار الفکر، بیروت، 1310ھ، 525/1
30. دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین ص:46
31. فتاوی الھندیۃ، 256/1
32. دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین ص:46
33. فتاوی الھندیۃ، 526/1
34. سالانہ رپورٹ 15-2014، ص:30
35. رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:43
36. سالانہ رپورٹ 15-2014، ص:30
37. ایضا:30
38. ایضا: 30
39. المرغینانی، ابوالحسن علی، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، باب فی الاولیاء والاکفاء، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 193/1
40. ابن عابدین، محمد امین الدمشقی، ردالمحتار علی الدر المختار، دار الفکر لطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، 66/3
41. ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبداللہ بن محمد خواستی، المصنف فی الاحادیث والاثار، کتاب النکاح، مکتبۃ الرشد، ریاض، رقم الحدیث: 16، 461/3
42. المصنف فی الاحادیث والاثار، 462/3
43. النووی، ابو زکریا محی الدین یحیٰی، المنہاج شرح صحیح مسلم، کتاب النکاح باب تزویج الاب، البکر الصغیرۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1332ھ، 206/9
44. الطحاوی، ابوجعفر احمد، مختصر اختلاف العلماء، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، 1995، ص:257
45. مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء، نظر ثانی سفارشات ص:20
46. مسلم عائلی قوانین ص:48
47. دسویں رپورٹ، مسلم عائلی قوانین، ص:48

48. سالانہ رپورٹ 99-1998، ص:63
49. الحیلۃ الناجزۃ، ص:174
50. سالانہ رپورٹ 99-1998ء، ص:64
51. مجموعہ قوانین اسلام، ص:718